

کی مزاحمت کریں۔ یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ ہر مسلمان عدالت کی حکم عدولی کی سزا بھگتے اور جیل جانے کے لیے تیار ہے۔ جج ولیم کے فیصلہ کی روشنی میں قادیانی اور ”لاہوری احمدی“ جسارت کے ساتھ مساجد میں داخل ہونے لگے۔ اس سے فرقہ وارانہ کشمکش میں اضافہ ہوا اور تصادم کے خطرات بڑھنے لگے۔ مساجد اور مقابر میں ان کی مداخلت سے شہر میں فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا۔

مسلم جو ڈبیشیل کونسل نے ملک کی سب سے بڑی عدالت میں جج برمن اور ولیم کے فیصلوں کے خلاف اپیل دائر کی۔ یہ مقدمہ (Case, No. 201 / ۱۹۹۲) عدالت عالیہ کے بیچ میں پانچ عالی ججوں کے سامنے پیش ہوا اور اس کی سماعت ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۸ اور ۲۹ اگست ۱۹۹۵ کو جاری رہی۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۹۵ کو ججوں نے ۱۷ صفحات پر مشتمل اپنا فیصلہ صادر کر دیا اور صفحات ۱۵۴ اور ۱۵۵ پر سابق ججوں کے فیصلوں کو مسترد کرتے ہوئے واضح الفاظ میں اعلان کر دیا کہ:

کسی کمیونٹی کے مذہبی عقائد کے بارے میں فیصلہ خود اس کمیونٹی کے علما اور ماہرین عقائد ہی جو اس عقیدہ کے محافظ، امین اور مجاور ہیں، کر سکتے ہیں۔ صرف انہی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ یہ فیصلہ صادر کریں کہ کس فرد کے عقائد مذہب کے تسلیم شدہ عقائد کے مطابق ہیں اور کس فرد کے عقائد اس کے مخالف ہیں۔ اس حق کو کوئی عدالت یا فرقہ سلب نہیں کر سکتا۔ سیکولر یا دنیاوی عدالت کے لیے غیر موزوں ہے کہ وہ فیصلہ صادر کر دے کہ کون مسلمان ہے اور کون مرتد ہے۔ کسی فرد کو مذہب کے دائرہ سے خارج کرنے (excommunicate) کرنے کا حق بھی علما ہی کو حاصل ہے۔

جنوبی افریقہ کی عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ اب ایک عالمی نظیر (precedent) ہے۔ دنیا کی کسی عدالت میں قادیانی فرقہ یا احمدی اور لاہوری فرقہ منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ کوئی سیکولر عدالت ان فرقوں کو حق تحفظ دینے کی اہل نہیں۔ ان کے بارے میں حتمی فیصلہ امت مسلمہ کے علما اور مذہب کے ماہرین ہی کر سکتے ہیں۔ اگر وہ انہیں غیر مسلم یا مرتد قرار دے چکے ہیں تو کوئی سیکولر عدالت انہیں مسلم قرار نہیں دے سکتی ہے۔ قادیانی جو عام طور پر سیکولر عدالتوں کا سہارا لے کر اپنے حقوق کا تحفظ حاصل کیا کرتے تھے، اب وہ اس فیصلہ کن نظیر کی روشنی میں اس سے محروم ہو چکے ہیں۔ قادیانی تحریک اب جنوبی افریقہ میں درگور ہو چکی ہے۔ تحریک ارتداد کے کفن میں یہ فیصلہ آخری کیل تھی۔

بوسنیا: نیا معاہدہ اور اس کے مضمرات

محمد الیاس انصاری

۶ نومبر ۱۹۹۲ کو سویا نے بوسنیا ہرزیگووینا پر ایک تباہ کن اور ہولناک جنگ مسلط کر دی، اور بوسنیا

کے عوام کو نسل کشی اور نسلی تطہیر کا نشانہ بنایا گیا۔ مغربی طاقتوں نے دیدہ و دانستہ یونیا کی مسلمان ریاست کو غیر موثر بنانے کے لیے سربوں کے ہاتھ مضبوط کیے، اور اسلحہ پر پابندی عائد کر کے یونیا کے ہاتھ باندھے رکھے تاکہ وہ اپنا دفاع نہ کر سکے۔ برطانیہ اور فرانس امن مذاکرات کا، ہونگ رچائر سربوں کو ان مقاصد اور عزائم کی تکمیل کے لیے، جو مغربی طاقتوں کے اپنے ہی مقاصد تھے، وقت دیتے رہے۔ انھوں نے پانچ مختلف امن منصوبے پیش کیے۔ نومبر ۱۹۹۵ کے آغاز میں یہ کام امریکہ نے سنبھال لیا۔ اور ایک اور (چھٹا) امن منصوبہ پیش کر دیا۔ یہ منصوبہ پہلے پانچ منصوبوں سے مختلف نہ تھا۔ یہ بھی یونیا کی تقسیم اور سربوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے کہیں زیادہ زمین دینے پر مشتمل تھا۔ لیکن اس نئے منصوبے پر ۲۱ نومبر کو ڈے ٹن (Daytan) کے مقام پر تینوں فریقوں نے دستخط کر دیے۔ جہاں یورپ ناکام ہوا، وہاں امریکہ کے کامیاب ہونے کی وجہ اس کے عذوہ کچھ نہیں کہ وہ ایک سپر پاور رہے، اور جنگ کے درمیانہ مسلمانوں پر دباؤ ڈالنے میں وہ زیادہ کامیاب رہا۔

اس منصوبے کے تحت:

- (۱) یونیا کی ریاست دو اکائیوں پر مشتمل ہوگی: ایک ۵۱ فیصد علاقے پر مشتمل ۶۹ فیصد (۴۴) فیصد مسلمان، ۱۷ فیصد کروٹ اور ۸ فیصد دیگر غیر سرب لوگوں کی (آبادی کے لیے مسلم کروٹ فیڈریشن اور دو سرب ۳۱ فیصد سربوں کے لیے، بقیہ ۴۹ فیصد رقبے پر سرب جمہوریہ۔ ات دریائے ساوا کے ذریعے بحیرہ ایڈریٹک تک رسائی بھی دی گئی ہے۔ (۲) یونیا ہر سیگو وینا کو اپنی موجودہ سرحدوں میں بین الاقوامی طور پر ایک ملک تسلیم تو کیا گیا ہے، مگر عملاً یہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے، کیونکہ سویڈا کے لیے مرکز کے فیصلے ماننا ضروری نہیں، اور صدارتی کونسل کی صدارت بھی دونوں کے درمیان گردش کرے گی۔ (۳) اگرچہ دار الحکومت سرائیوو کو مسلم کروٹ فیڈریشن کے تحت متحد رکھا گیا ہے، تاہم سربوں کو کچھ اضلاع میں مقامی اداروں پر انتظامی اختیار حاصل رہے گا۔ (۴) انتخابات میں، جو ۱۹۹۶ میں کسی وقت بین الاقوامی نگرانی میں کرائے جائیں گے، رائے دہندگان کو اپنے اصل رہائشی علاقوں میں ووٹ دینے کا حق تسلیم کیا گیا ہے، مگر لاکھوں مسلمان جو گھروں سے نکالے گئے ہیں ان کے وہاں پہنچنے کی کوئی ضمانت نہیں دی گئی۔ اس لیے ان کو اپنے گھروں کو واپس لوٹنے کی اجازت ہے۔ (۵) جن جنگی مجرموں پر الزام ثابت ہو جائے گا انھیں انتخابات میں حصہ لینے یا فوج میں خدمات سرانجام دینے سے روک دیا جائے گا (مگر کب اور کس طرح ثابت ہو گا، یہ طے نہیں)۔ (۶) نیو کی کمان میں ۶ ہزار امن فوجی فراہم کیے جائیں گے، جو یونیا کی سرحدوں کا دفاع کرنے میں مدد دیں گے۔ (۷) یوگوسلاویہ پر عائد اقتصادی پابندیاں اٹھالی جائیں گی جس کا فائدہ فوراً ہو گا۔ اسی طرح یونیا پر عائد اسلحی پابندیاں بھی اٹھالی جائیں گی، مگر اس کا فائدہ پہنچنا ممکن نہیں۔ اسلحہ کون فراہم

کرے گا اور اس میں کروٹ برابر کے شریک ہوں گے۔

معاهدہ کیوں کر ہو؟ سرب اور کروٹ دونوں نے بوسنیا میں نسلی طور پر ”خالص“ اپنی اپنی ریاستوں کے مکروہ عزائم بڑی حد تک مکمل کر لیے تھے۔ کروشیا نے تقریباً اپنا پورا علاقہ حاصل کر لیا ہے اور بوسنیا میں مسلمانوں کے برابر وزن بھی ۳۱ فی صد سرووں کو بھی ۹ فی صد علاقے پر قبضہ حاصل رہے گا۔

یورپ کے بجائے امریکہ کیوں کامیاب ہوا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یورپ کی طرح امریکہ اسلام دشمنی میں کچھ کم نہیں۔ دونوں کے مقاصد حاصل ہو چکے تھے، امریکہ مسلمانوں کو کروٹوں کے ساتھ نتھی کر چکا تھا، صدر کلنٹن کا انتخاب سر پر ہے، امریکہ کے پاس طاقت بھی ہے، اپنے عالمی مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے حل کرنا ضروری تھا، بوسنیا میں دنیا کے مختلف ممالک سے مجاہدین بھی اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے کے لیے پہنچے ہوئے تھے۔ جن کو نکالنا مغربی ممالک کی حد متعصبانہ اور ظالمانہ روٹ، نے مسلمانان بوسنیا میں نفرت کی چنگاری بھڑکا دی تھی اور پھر ان میں اپنے ملت اسلامیہ کا ایک جزو ہونے کا احساس پیدا ہو گیا تھا جس سے بوسنیا میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ شروع ہو گئی تھی۔ یہ معاملہ یورپ کی نسبت امریکہ کو زیادہ خوفزدہ کر دینے والا تھا۔ لہذا اس نے اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے معاهدہ روا دالا۔

معاهدے کے نقائص : (۱) مسلمان مہاجرین کا اپنے گھروں کو واپس جانے کا حق ایک کاغذی کارروائی سے زیادہ وزن نہیں رکھتا۔ (۲) بوسنیائی سرووں اور مسلم کروٹ اتحادیوں کو عسکری اعتبار سے ایک مقام پر لانے کا طے کیا گیا ہے۔ مگر اس کی قابل عمل صورت اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو عسکری اعتبار سے سرووں کے ہم پلہ بنایا جائے۔ امریکہ نے یہ کہا ہے کہ وہ بوسنیا کی فوج کو تربیت دے گا۔ (۳) ایک ایسے خطے میں آزادانہ انتخابات ممکن نہیں جہاں بڑی بڑی آبادیوں کو ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہے۔ (۴) سرب رہنما اعلان کر رہے ہیں کہ وہ سرائیوو کے سرب اضلاع کو مسلم کروٹ فیڈریشن کے حوالے نہیں کریں گے، خواہ خون کے دریا بہ جائیں۔ منصوبے کا یہ حصہ نافذ ہونا محال ہے۔

وزیر اعظم بوسنیا حارث سلاویچ نے اس معاہدے کے بارے میں کہا ہے کہ: ”ہمیں کاغذوں پر تو امن نصیب ہو گیا ہے مگر اصل ضرورت اس پر عمل درآمد کی ہے“۔ بوسنیائی صدر علی عزت بیگودوچ نے کہا ہے کہ ”ہمارے مطالبات میں سے ۸ سے ۹ فی صد ہمیں مل گیا ہے“۔ مغرب کے اتنے دھوکے کے بعد اگر مسلمان واقعی یہی کہتے ہیں تو اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اس خدا سرووں کا

ردعمل حسب سابق معاندانہ اور جارحانہ ہے حالانکہ جارح اور قابض، سرب ہیں۔ کروشیا کے حکام اس معاہدہ پر سب سے زیادہ خوش ہیں۔ اس امن معاہدے میں کامیاب ہونے والے وہ لوگ ہیں جو قتل عام، نسلی صفائی اور تباہی و بربادی کے سنگین جرائم کے مرتکب ہیں۔ شکست خوردہ وہ ہیں جو عوام کو امن اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو ایک جگہ اکٹھا رکھنا چاہتے ہیں۔ سابق یوگوسلاویہ کے صدر ملاسوچ کو مغرب نے جنگی مجرم قرار دیا تھا، مگر اب اسے داعی امن کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ بوسنیائی سرب رہنما کراچ کو یہی مشورہ دیا جا رہا ہے کہ وہ اس منصوبے کو تسلیم کر لے تو اسے جنگی مجرموں کی فہرست سے نکالا جاسکتا ہے۔ حقیقتاً مغرب کی پالیسی ہر جگہ یہی رہتی ہے کہ وہ ظالموں کی خفیہ یا اعلانیہ اس قدر حمایت کرتا ہے کہ مظلوم تنگ آکر ہر اس حل کو قبول کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جس کا وہ عام حالات میں تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ پھر ظالموں کو امن پسند ہیرو بنا کر پیش کر دیا جاتا ہے۔

مثلاً، یا سرعرفات کل تک مغرب کی نظر میں امن کا دشمن اور دہشت گرد تھا۔ مگر جب فلسطین میں حماس نے زور پکڑا تو یا سرعرفات کو ہیرو بنا کر مقبوضہ فلسطین کا محض مافی صد علاقہ وہ بھی جزوی طور پر خود مختار حیثیت میں حوالے کر دیا گیا اور حماس کو دہشت گرد قرار دے دیا۔ افغان پہلے مجاہد اور اب دہشت گرد قرار پائے۔ صدام حسین جب تک ایران کے خلاف جارحیت کرتا رہا اس وقت تک اس کی حمایت جاری رہی مگر پھر کویت پر چڑھائی کروا کے اسے ہٹلر قرار دے دیا گیا۔

امریکہ نے اپنی فوجیں بھیجنے کو بوسنیا کی طرف سے اس وعدے کے ساتھ مشروط کیا ہے کہ وہ ان مسلم مجاہدین کو بوسنیا سے نکال دے گا جو مظلوموں کی مدد کو دنیا کے مختلف خطوں سے آئے تھے۔ امریکہ یہ قیمت تو وصول کر لے گا، پھر امن خواہ قائم نہ ہو۔

اس معاہدے کے ذریعے سے ظلم و ستم، قتل و غارتگری، نسل کشی اور نسلی تطہیر کو مغربی دنیا نے سند جواز عطا کر دی ہے۔ وہ علاقے جو جنگ سے قبل بھاری مسلم اکثریتی شہرتھے، ان پر سربوں کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ۲ لاکھ نہتے اور معصوم بے گناہ سربوں کے قتل عام کے باوجود سربوں کو اس دھرتی سے نوازا جا رہا ہے جہاں انہوں نے یہ قیامت ڈھائی۔ سربوں کو ۸۰ ہزار مسلم خواتین کی عصمت دری کا انعام دیا جا رہا ہے۔ اس بنیاد پر کہ اس کے بغیر امن کا قیام ممکن نہیں۔

بوسنیا میں جنگ کبھی نہیں رکے گی۔ محض سرب ہی جنگ کو دوبارہ شروع نہیں کریں گے بلکہ وہ کروٹ بھی جو اس وقت بظاہر مسلمانوں کے اتحادی ہیں، جنگ دوبارہ چھیڑیں گے۔